ولادتِ رسول خداﷺ اور شاہانِ وقت کا انتظار

سید مزمل حسین نقوی*

رب کائنات نے اس عالم رنگ و بو کو خلق کیا تو اسے آباد کرنے کے لیے ایک حسین مخلوق تخلیق کی جسے انسان کہتے ہیں۔ اس انسان کی تعلیم و تربیت اور رشد وہدایت کے لیے انبیاء کرام علیہم السلام کو مبعوث فرمایا۔ یہ گراں قدر ہستیاں مختلف اوقات میں مختلف مقامات پر تشریف لائیں۔ انھوں نے احسن طریقے سے رہبری کا فریضہ انجام دیا۔ نبوت کا یہ سلسلہ ابوالبشر حضرت آدمؑ سے شروع ہوا اور سید البشر حضرت محمد مصطفیؐ پر ختم ہو گیا۔

نبوت کے لحاظ سے خاتم الانبیاء ہیں لیکن تخلیق کے لحاظ سے اول الخلق ہیں۔ جابر ابن عبداللہ انصاری نے سرور کائنات سے عرض کیا حضور میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں خدا نے سب سے پہلے کس چیز کو خلق کیا ہے؟ فرمایا:

یا جابر ان اللہ خلق قبل الاشیاء نور نبیك من نورہ۔ (1)

ترجمہ: ''اے جابر خدا نے تمام اشیاء سے پہلے تمھارے نبی کو اپنے نور سے پیدا کیا ہے۔''

رسول عربیؐ کا تذکرہ ہر آسمانی کتاب میں تھا۔ ہر مذہبی کتاب نے آپؐ کا ذکر کیا۔ ہر نبی نے اپنی امت کو آپؐ کے متعلق بتایا۔ اسی لیے بہت سے شاہان وقت اور دینی راہنما آپؐ کی آمد کے منتظر تھے۔ آپؐ کی قدم بوسی کے لیے بے تاب تھے۔ آپؐ کی زیارت کے لیے تڑپ رہے تھے۔ شہنشاہت کی بجائے آنحضرتؐ کے ادنی سپاہی ہونے کی تمنا کرتے تھے۔

شاہ یمن اور انتظارِ رسولؐ

اسے معلوم تھا کہ آنحضرتؐ مدینہ تشریف لائیں گے۔ امام صادقؑ فرماتے ہیں: کہ تبع یمن سے دو قبیلے اوس اور خزرج کو اپنے ساتھ لایا تھا۔ کچھ دن وہ یہاں رہا پھر جاتے ہوئے انھیں کہا کہ تم یہاں رہ جاؤ حتیٰ کہ وہ نبی یہاں آجائیں۔ اگر میں اس وقت تک زندہ رہا تو ان کی خدمت کروں گا اور ان کے ساتھ مل کر جہاد کروں گا۔ اس کے بعد اس نے یہ شعر پڑھے۔

شھدت علی احمد انہ　　　　رسول من اللہ باری النسم

فلو مد عمری الی عمرہ　　　　لکنت وزیراً الہ وابن عم

وکنت عذابا علی المشرکین　　　　واسقھم کأس حتف وغم

ترجمہ: ''میں گواہی دیتا ہوں کہ احمد خدائے رحمان کے رسول ہیں۔ اگر میری عمر نے ساتھ دیا اور میں نے ان کو پا لیا تو میں ان کا وزیر بن جاؤں گا اور مشرکین پر قہر بن کر ٹوٹوں گا۔ انھیں موت کا ایسا جام پلاؤں گا کہ ان کی نسلیں غمزدہ رہیں گی۔'' (2)

ابن کثیر کہتے ہیں کہ تبع رسول خداؐ کی بعثت سے سات سو سال پہلے فوت ہوا تھا۔ (3)

شاہ حبشہ اور بشارتِ رسولؐ

ابن عباس روایت کرتے ہیں کہ رسول خداؐ کی ولادت کا دوسرا سال تھا۔ سیف ابن ذی یزن کو کامیابی نصیب ہوئی اور سلطنت حبشہ پر اس کا قبضہ ہو گیا۔ حضرت عبدالمطلب کی قیادت میں عرب کا ایک وفد اسے مبارکباد دینے کے لیے روانہ ہوا۔ اس وفد میں امیہ ابن عبد شمس،

---

*۔ ڈائریکٹر نور الہدیٰ فاصلاتی نظام تعلیم، بارہ کہو، اسلام آباد۔

عبداللہ ابن جدعان، اسد بن خویلد، وہب ابن عبد مناف کے علاوہ عرب کے مشہور شعرا اور سرکردہ افراد تھے۔ یہ وفد صنعاء پہنچا اور دربار میں اذنِ ورود طلب کیا۔ بادشاہ نے اجازت دی اور یہ وفد داخل دربار ہوا۔ عبدالمطلب آگے بڑھے اور گفتگو کی اجازت مانگی۔ بادشاہ نے کہا اگر بادشاہوں کے ساتھ گفتگو کا سلیقہ آتا ہے تو اجازت ہے۔

جناب عبدالمطلب نے کہا اے بادشاہ خدا نے تجھے بلند مقام اور عظیم مرتبہ عطا کیا ہے۔ تجھے ایسے خاندان سے قرار دیا ہے جو پاکیزہ اور عالی نسب ہے۔ جس کی جڑیں مضبوط اور شاخیں بلند تر ہیں۔ تیرا وطن باشرف، تیرا مقام باعظمت، تیری جگہ طیب اور تیرا مرکز قابل ستائش ہے۔ تو نفرین سے دور ہے۔ اے عرب کے بادشاہ اور ان کی امید بہار۔ اے بادشاہ عرب کی خوشیاں تیرے ساتھ وابستہ ہیں۔ تجھ سے فرمان لیتے ہیں اور تو ان کی مضبوط پناہ گاہ ہے۔ تیرے اباء و اجداد بہترین اباء و اجداد تھے۔ تو ان کا بہترین جانشین ہے۔ جن کا تجھ جیسا باپ ہو وہ کبھی بے نام نہیں ہو سکتے اور جن کا تیرے جیسا جانشین ہو وہ کبھی گمنام نہیں ہو سکتے۔ اے بادشاہ ہم حرم الٰہی کے مکین ہیں۔ اس کے گھر کے نگہبان ہیں۔ جب تک تو ہے ہم مطمئن ہیں۔

ہمیں کوئی پریشانی نہیں ہے۔ ہم تبریک کے لیے آئے ہیں نہ کہ تسلیت کے لیے۔ بادشاہ نے پوچھا اے شاہ سخن تو کون ہے؟ کہا میرا نام عبدالمطلب ہے۔ ہاشم کا بیٹا ہوں۔ بادشاہ نے کہا پھر تو تم میرے بھانجے ہو۔ پھر سب کی طرف رخ کرکے کہا یہ تمھارا اپنا گھر ہے۔ جب تک چاہو رہ سکتے ہو۔ جب جاؤ گے تو تمھیں عظیم انعاموں سے نوازا جائے گا۔ ایک دن سیف نے جناب عبدالمطلب کو تنہائی میں بلایا اور کہا میرے پاس ایک راز ہے۔ اگر کوئی اور ہوتا تو نہ بتاتا۔ تجھے میں اس کا اہل پاتا ہوں۔ میں اس گوہر نایاب کا معدن آپ کو دیکھ رہا ہوں۔ ہمارے پاس ایک کتاب ہے۔ جو ہم بادشاہوں کے ساتھ مخصوص ہے۔ اس میں علوم کے خزانے ہیں۔ اس کے ذریعہ ہم دوسروں پر دلیل لاتے ہیں۔ اس میں میں نے ایک عظیم خبر پڑھی ہے۔

اس میں زندگی کا شرف اور موت کی فضیلت ہے۔ یہ خوشخبری پوری انسانیت کے لیے ہے جبکہ سب سے خوشی کی بات آپ کے لیے ہے۔ اے بادشاہ آپ پر لاکھوں جانیں قربان بتائیں وہ راز کیا ہے۔ کہا تہامہ (4) میں بچہ پیدا ہوگا۔ اس کے کندھوں کے درمیان ایک علامت (مہر نبوت) ہوگی۔ اس کے لیے امامت اور رہبری ہوگی اور اس کی بادشاہت قیامت تک چلے گی۔ حضرت عبدالمطلب نے کہا اے بادشاہ اگر آپ کا جاہ و جلال اور ہیبت مانع نہ ہوتی تو میں ضرور پوچھتا کہ وہ خبر عظیم کیا ہے۔

بادشاہ نے کہا یہ وہ وقت ہے یا وہ پیدا ہونے والا ہے یا پیدا ہو چکا ہے۔ اس کا نام محمدؐ ہے۔ اس کے والدین وفات پا جائیں گے اور اس کی کفالت اس کے دادا اور اس کا چچا کریں گے۔ وہ پوشیدہ پیدا ہوگا۔ خدا اسے آشکارا مبعوث کرے گا۔ ہمارے قبیلے میں سے اس کے انصار قرار دے گا۔ اس کے ذریعے سے اس کے دوست عزت پائیں گے اور دشمن رسوا ہوں گے۔ بہترین زمینیں فتح کرے گا۔ بتوں کو توڑے گا۔ آگ کو خاموش کردے گا۔ رحمٰن کی عبادت کرے گا۔ شیطان کو ذلیل کرے گا۔ اس کا قول منفرد ہوگا۔ اس کا فیصلہ عدل پر مبنی ہوگا۔ خود بھی نیک ہوگا دوسروں کو بھی نیکیوں کا حکم دے گا۔ خود بھی برائیوں سے دور ہوگا دوسروں کو بھی منع کرے گا۔

جناب عبدالمطلب نے کہا اے بادشاہ تیری عزت میں اضافہ ہو۔ تیری سلطنت کو دوام ہو۔ تیری عمر لمبی ہو۔ تھوڑی سی وضاحت کریں۔ بادشاہ نے کہا مجھے کعبہ کی قسم، انصاب حرم کی قسم تو اس کا دادا ہے۔ یہ سن کر حضر عبدالمطلب سجدے میں گر گئے۔ بادشاہ نے کہا تیرے سینے کو ٹھنڈک نصیب ہو۔ تیرا نام بلند ہو۔ کیا جو میں نے کہا ہے وہ صحیح ہے فرمایا ہاں۔ میرا ایک باعظمت بیٹا تھا۔ میں نے اس کی شادی ایک کریم خاندان میں کی تھی۔ اس کی زوجہ کا نام آمنہ ہے۔ اس سے ایک بچہ پیدا ہوا ہے جس کا نام میں نے محمدؐ رکھا ہے۔ اس کے ماں باپ دونوں فوت ہو چکے ہیں میں اور اس کا چچا اس کی کفالت کر رہے ہیں۔

بادشاہ نے کہا میں نے جو کچھ کہا ہے وہ سچ ہے۔ اب یہ بھی سن لو کہ اپنے بیٹے کی یہودیوں سے حفاظت کرنا۔ وہ اس کے دشمن ہیں۔ البتہ خدا انھیں کبھی بھی اس پر غالب نہیں کرے گا۔ میں نے خلوت میں تمھیں اس لیے بتایا ہے چونکہ یہ تیرے ساتھی حسد کریں گے۔ میں مطمئن

نہیں تھا کہ تو ان کے فریب سے محفوظ رہ سکے۔ اگر اس کے مبعوث ہونے سے پہلے مجھے موت نہ آئی تو میں اس کا ساتھی بن جاؤں گا اور اس کے ساتھ اس کے ملک یثرب میں جاؤں گا۔ میں نے کتابوں میں پڑھا ہے کہ یثرب اس کا ملک ہوگا یہیں سے اسے انصار ملیں گے اور یہیں اس کا مدفن ہوگا۔ اگر مجھے مصائب وآفات کا خوف نہ ہوتا تو میں ابھی اس کی حمایت کا اعلان کر دیتا۔

پھر بادشاہ نے حکم دیا کہ اس وفد کے ہر شخص کو دس غلام، دس کنیزیں، دو حلے، سو اونٹ، پانچ رطل سونا، دس رطل چاندی اور ایک مشک عنبر کی دی جائے گی اور عبدالمطلب کو اس کے دس گنا دیا جائے۔ پھر عبدالمطلب سے کہا اگلے سال اس بچے کو میرے پاس لے آنا۔ لیکن اسی سال سیف بن ذی یزن فوت ہو گیا۔ (5)

رسول خداؐ اور بحیری راہب

ابن عباس اپنے والد سے اور وہ جناب ابو طالب سے نقل کرتے ہیں کہ ایک دفعہ کاروانِ تجارت شام کے لیے تیار ہوا۔ اس وقت رسول خداؐ کی عمر آٹھ سال تھی۔ میرے ساتھیوں نے مجھ سے کہا۔ گرمی کا موسم ہے۔ راستے میں انتہائی گرمی ہوگی۔ محمدؐ کی عمر چھوٹی ہے۔ اسے ساتھ نہ لیں جائیں۔ میں نے کہا میں اس سے جدا نہیں ہو سکتا اگر یہ نہیں جائے گا تو میں بھی نہیں جاؤں گا۔ جب کاروان چلا تو خدا کی قسم محمدؐ جس اونٹ پر سوار تھے وہ ہمیشہ ہم سے آگے رہتا۔ جب گرمی شدید ہوتی تو برف کی طرح سفید ایک بادل ان کے اوپر سایہ افگن ہو جاتا۔ کبھی کبھی اس کے قطرے ہم پر بھی آپڑتے۔ جب ہم بصری کے قریب پہنچے وہاں ایک حوض تھا جس کا پانی خشک ہو چکا تھا۔ ایک درخت تھا جس کے پتے جھڑ چکے تھے۔ ہمارے بیٹھتے ہی حوض پانی سے بھر گیا۔

درخت ہرا بھرا ہو گیا، ساتھ ہی ایک معبد تھا۔ اس سے ایک راہب نکلا۔ ہماری طرف آیا۔ اس نے ہم سے کلام کیا نہ تجارت کے متعلق کوئی بات کی۔ بس محمدؐ کا طواف کرنے لگا۔ ساتھ ساتھ یہ بھی کہہ رہا تھا اگر کوئی ہے تو تو ہی ہے۔ پھر وہ ہمارے پاس آیا اور پوچھا اس بچے کا سرپرست کون ہے؟ میں نے کہا میں ہوں۔ کہا تیرا اس کے ساتھ رشتہ کیا ہے؟ کہا میں اس کا چچا ہوں۔ کہا اس کے اور بھی چچا ہیں تو کونسا چچا ہے۔ کہا اس کے باپ اور میری والدہ ایک ہی تھیں۔ کہا خدا کی قسم یہ وہی ہے۔ پھر مجھ سے کہا اگر آپ اجازت دیں تو میں اس بچے کو کھانا کھلا دوں۔ وہ گیا، کھانا لے کر آیا۔ رسول خداؐ کے سامنے رکھ کر کہتا ہے کہ یہ آپؐ کے لیے ہے۔ فرمایا اگر تو اجازت دے تو میں دوسروں کو بھی کھلا دوں۔ کہا آپ کی مرضی۔ آپؐ نے بسم اللہ پڑھی اور سب سے کہا آؤ تناول کرو۔ سب نے پیٹ بھر کر کھایا۔ ہم ایک سو ستر آدمی تھے۔ سب سیر ہو گئے۔ بحیری حیرانگی سے دیکھ رہا تھا کہ تھوڑا سا کھانا ہے اور اتنے زیادہ لوگ کھا رہے ہیں۔ پھر رسول خداؐ کے سر پر بوسہ دے کر کہتا ہے حضرت مسیحؑ کی قسم تو وہی ہے۔ قافلے والے حیران تھے کہ یہ راہب کیا کر رہا ہے۔ ایک سے رہ نہ گیا۔

اس نے کہا اے راہب ہم عرب کے معزز لوگ ہیں۔ ہماری ایک حیثیت ہے۔ تم بھی ایک معزز آدمی ہوں۔ پہلے بھی ہم یہاں سے گزرتے تھے تم نے کبھی ایسا نہیں کیا۔ تم اس بچے کے سامنے بچھے جا رہے ہو۔ کہا ہاں میں ایک معزز آدمی وں۔ میری ایک شان اور حیثیت ہے۔ لیکن جو میں دیکھ رہا ہوں تم نہیں دیکھ رہے جو میں جانتا ہوں تم نہیں جانتے۔ جو میں اس بچے کے متعلق جانتا ہوں اگر تم جان لیتے تو اسے اپنے کندھوں پر اٹھائے پھرتے۔ خدا کی قسم میں نے تمھاری عزت بھی اسی کی وجہ سے کی ہے۔ میں اس کے سامنے ایک نور کو دیکھ رہا ہوں جو آسمان و زمین کو روشن کیے ہوئے ہیں۔ میں کچھ لوگوں کو دیکھ رہا ہوں جو اس پر زبرجد اور یاقوت نچھاور کر رہے ہیں۔ یہ بادل کا ٹکڑا مسلسل اس پر سایہ کیے ہوئے ہے۔ میرا معبد اس کی طرف ایسے آرہا ہے جس طرح کوئی جانور اپنی ٹانگوں پر چلتا ہے۔

یہ درخت اس کے آنے سے پہلے خشک تھا۔ اب ہرا بھرا ہو گیا اور اس پر پھل بھی لگ گیا ہے۔ یہ حوض جو تم دیکھ رہے ہو یہاں سے حضرت عیسیٰ کے حواری گزرے تھے۔ بستی والوں نے ان کے ساتھ بدسلوکی کی تھی۔ حضرت شمعون نے بددعا کی جس کی وجہ سے خشک ہو گیا تھا۔ انھوں نے اپنے ساتھیوں سے کہا جب دوبارہ اس میں پانی بھر جائے تو سمجھ لینا کہ میں آخری نبی مبعوث ہو چکا ہے اور وہ ہجرت کرکے یثرب

آئے گا۔ اس کی قوم والے اسے امین کہیں گے اور آسمانوں میں اس کا نام احمد ہوگا۔ وہ اسماعیلؑ ابن ابراہیمؑ کی ذریت سے ہوگا۔ خدا کی قسم یہ وہی ہے جس کی جناب شمعون نے بشارت دی تھی۔

پھر اس نے آپ سے کچھ سوال پوچھے۔ آنحضرتؐ نے جواب دیئے۔ جواب سن کر قدموں میں گر جاتا ہے اور پاؤں کو چوم کر کہتا ہے اے برخوردار تو کتنا پاکیزہ ہے اور تجھ سے کتنی اچھی خوشبو آتی ہے۔ اے انبیاء کے پیشوا، اے جس کے نور سے کائنات روشن ہے۔ اے جس کے ذکر سے مسجدیں آباد ہیں۔ میں دیکھ رہا ہوں کہ عرب و عجم کے سورما تیرے آگے گڑگڑا رہے ہیں۔ لات و عزیٰ تیرے قدموں میں پڑے ہیں۔ بیت عتیق (کعبہ) پر تیرا جھنڈا لہرا رہا ہے۔ قریش عرب تیرے سامنے ہاتھ جوڑے کھڑے ہیں تیرے ہاتھ میں جنت و جہنم کی کنجیاں ہیں۔ تیرے پاس ہی نفع عظیم ہے۔ تیرے ہاتھوں بتوں کی ہلاکت ہے۔ ایک دن تمام شہنشاہ رسوا ہو کر تیرے دین میں داخل ہو جائیں گے۔ اگر میں نے آپ کے زمانے کو پا لیا تو آپ کے ساتھ مل کر آپ کے دشمنوں سے جہاد کروں گا۔ تو اولادِ آدم کا سردار ہے۔ تو سید المرسلین، امام المتقین اور خاتم الانبیاء ہے۔

خدا کی قسم جس دن سے تو پیدا ہوا ہے اس دن سے زمین مسکرا رہی ہے اور تیرے آنے کی خوشی میں قیامت تک مسکراتی رہے گی جبکہ معبد، بت اور شیاطین رو رہے ہیں اور قیامت تک روتے رہیں گے۔ تو ابراہیمؑ کی دعا اور عیسیٰؑ کی بشارت ہے۔ تو طاہر و مطہر اور جاہلیت کی نجاست سے پاک ہے۔

پھر جناب ابو طالبؑ سے پوچھتا ہے کہ یہ تیرا کیا لگتا ہے۔ فرمایا میرا بیٹا ہے۔ کہا نہیں ہو سکتا۔ اس کے والدین زندہ نہیں ہو سکتے۔ فرمایا یہ میرے بھائی کا بیٹا ہے۔ اس کے والدین کا انتقال ہو چکا ہے۔ کہا سچ کہہ رہے ہو ایسا ہی ہونا تھا۔ میری رائے یہ ہے کہ آپ انھیں یہیں سے واپس لے جائیں کیونکہ اس وقت زمین پر جو بھی یہودی، عیسائی اور اہل کتاب ہے اسے ان کی ولادت کا علم ہو چکا ہے۔ اگر انھوں نے انھیں دیکھ لیا تو نقصان پہنچائیں گے۔ پوچھا کیوں؟ کہا چونکہ تیرا بھتیجا نبوت اور رسالت کا حامل ہے۔ رازِ الٰہی کا راز داں ہے۔ حضرت ابو طالبؑ نے فرمایا ہرگز نہیں خدا اس کا محافظ ہے کوئی اس کا کچھ نہیں بگاڑ سکتا۔ (6)

حوالہ جات

1۔ حلبی، السیرۃ الحلبیہ، ج۱، ص ۵۰
2۔ صدوق، کمال الدین و تمام النعمۃ، ص ۱۷۰، باب ۱۱، ح ۲۵
3۔ ابن کثیر، البدایۃ والنہایۃ، ج ۳، ص ۱۵۶، ثعلبی، تفسیر ثعلبی، ج ۹، ص ۹۷
4۔ مکہ کا پرانا نام ہے۔
5۔ شیخ طبری، اعلام الوریٰ باعلام الھدی، ج ۱، ص ۶۴، صدوق، کمال الدین و تمام النعمۃ، ص ۱۸۰
6۔ صدوق، کمال الدین و تمام النعمۃ، ص ۱۸۵، ہاشم بحرانی، حلیۃ الابرار، ج ۱، ص ۴۵، باب ۵